تھی۔ اور عموماً ایسا ہوتا تھا کہ جو شخص بھی شاہ جی کی خدمت میں چند دن تک رہا اس نے تحریک آزادی کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ اور صرف جیل ہی نہیں۔ دار و رسن تک کو چومنے کے لئے تیار ہو گیا۔ آج جالندھری و شجاع آبادی، کاشمیری ولاہوری، سرحدی و میانوی، جس فلک کے درخشاں ستارے نظر آتے ہیں۔ شاہ جی اس فلک کے نیر اعظم تھے۔

آج شاہ جی ہم سے چھن گئے۔ آج ہم ان کے مفید مشوروں اور مخلصانہ دعاؤں سے محروم ہو گئے ہیں۔ مگر وہ ہمیں اپنی زندگی کا ایک لائحہ عمل دیے گئے ہیں۔ خدا ہمیں ان کی پیروی کی توفیق دے۔ اور انہیں اخص الخاص جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ (عبدالوہاب ابراہیمی ملتان۔)

ماہنامہ "تدریس القرآن" ہری پور / ستمبر ۱۹۶۱ء (غلام ربانی لودھی)

"ملت کا ترجمان...... شیوا بیان!"

۲۱ اگست ۱۹۶۱ء کو ملت اسلامیہ کا وہ عظیم و جلیل ترجمان شیوا بیان دار فانی سے منہ موڑ کر رفیق اعلیٰ سے جا ملا

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جو بچوں کا رفیق، جوانوں کا سپہ سالار اور بوڑھوں کا غمگسار تھا۔ اور جس کا نام عطاء اللہ شاہ بخاری تھا۔ جو ہر دلعزیزی اور محبوبیت کا گویا عنوان اعتباری تھا متانت اور مسائل مشکلہ کے صدر الصدور کی جگہ خالی ہو تو وہ مولانا بخاری کے ذریعہ پر ہو سکتی تھی۔ اور اگر صدر مجلس مولانا آزاد، شیخ الہند، انور شاہ وغیرہ جبال علم و فضل موجود ہوں تو عطاء اللہ شاہ بخاری عسکری سالار کی حیثیت سے ان کی پر نور مجلس کے لئے وسیلہ قوام و قیام تھا۔ صحافیوں اور ادیبوں کا قبیلہ علوم عربیہ کے طالب علموں کی طرف بہ نگاہ استخفاف دیکھنے کی جرأت نہیں کر پاتا تھا کہ جب تبلیغ و دعوت اور مسائل دینیہ سے فرصت حاصل کر کے ادیبوں کی طرف حضرت مولانا بخاری رخ انور کو پھیر لیتے تھے تو ملک کے ادیب سر پھیرنے لگتے تھے کہ مساجد کے تعلیم یافتہ متقشف عالمان دین کے شدید ضبط کے پابند و وفادار لوگوں میں بھی ایسے لوگ پیدا ہو سکتے ہیں جو شعر کہنے والے، شعر کے تنقید کرنے والے اور چست و برجستہ کلام سے دھاک بٹھا دینے کی صلاحیت رکھنے والے ہوں؟ جب مستقبل کا مؤرخ انگلستان کی سرزمین سے اٹھنے والے فتنوں کی دست برد سے یثربی در یتیم ﷺ کی مشرق و مغرب میں بکھیری ہوئی دولت ایمانی کو بچانے والے مجاہدین کے اعمال کا جائزہ لے گا تو سید الاحرار حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری کے نام کو سر خیل جانبازان جیش محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پائے گا۔ عطاء اللہ شاہ بخاری کی ایک خصوصیت جس نے ان کے حسین و جمیل نامۂ اعمال پر مہر تکمیل ثبت کی ہے، یہ ہے کہ انہوں نے وسائل پر قدرت پانے کے باوجود اپنی اولاد کو تہذیب جدید کی اندھی تقلید سے بچانے کی سعی فرمائی۔ چنانچہ ان کے بچے عربی علوم کے فاضل، حافظ قرآن اور ماہر تجوید ہیں اور یہ بشارت بھی سن لیجئے کہ مرحوم کے صاحبزادہ اکبر عطاء المنعم بلاغت و فصاحت، اور خطابت و شجاعت میں باپ سے کم نہیں۔ اور انشاء اللہ اب ان کے آگے بڑھنے کا وقت ہے دعا ہے کہ مرحوم کو اعلیٰ علیین کا مقام اور وارثین کو صبر جمیل کا انعام نصیب ہو۔